احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

ہفتہ | 7-مارچ 1998ء

روزنامہ
الفضل ربوہ
CPL 61
ایڈیٹر: نسیم سیفی
213029

جلد 48-83 نمبر 52 | ہفتہ 7-ذیقعدہ 1418ھ 7-امان 1377ھش 7-مارچ 1998ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وقت تھوڑا ہے اور کارِ عمر ناپیدا

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

مبارک وہ جو خدا کیلئے اپنے نفس سے جنگ کرتے ہیں اور بد بخت وہ جو اپنے نفس کیلئے خدا سے جنگ کر رہے ہیں اور اس سے موافقت نہیں کرتے۔ جو شخص اپنے نفس کیلئے خدا کے حکم کو ٹالتا ہے وہ آسمان میں ہرگز داخل نہیں ہو گا۔ سو تم کوشش کرو جو ایک نقطہ یا شعشہ (کلام الٰہی) کا بھی تم پر گواہی نہ دے۔ تا تم اس کے لئے پکڑے نہ جاؤ۔ کیونکہ ایک ذرہ بدی کا بھی قابل پاداش ہے۔ وقت تھوڑا ہے اور کارِ عمر ناپیدا۔ تیز قدم اٹھاؤ کہ شام نزدیک ہے اور جو کچھ پیش کرنا ہے وہ بار بار دیکھ لو۔ ایسا نہ ہو کہ کچھ رہ جائے اور زیان کاری کا موجب ہو یا سب گندی اور کھوٹی متاع ہو جو شاہی دربار میں پیش کرنے کے لائق نہ ہو۔

(روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 25)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا غیراللہ سے سوال کرتا ہے اور ادھر بھی جھکتا ہے وہ یاد رکھے کہ بڑا ہی بد قسمت اور محروم ہے کیونکہ اس پر وہ وقت آ جانے والا ہے کہ وہ زبانی اور نمائشی طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف نہ جھک سکے۔ ترک (عبادت) کی عادت اور کسل کی ایک وجہ یہ ہے کیونکہ جب انسان غیراللہ کی طرف جھکتا ہے تو روح اور دل اس کی طرف جھکتا ہے اور روح اور دل کی طاقتیں بھی (اس درخت کی طرح جس کی شاخیں ابتداء ایک طرف کر دی جائیں اور پرورش پا لیں) ادھر ہی جھک جاتی ہیں اور خدائے تعالیٰ کی طرف سے ایک سختی اور تشدد اس کے دل میں پیدا ہو کر اسے منجمد اور پتھر بنا دیتا ہے۔ جیسے وہ شاخیں پھر دوسری طرف مڑ نہیں سکتیں۔ اسی طرح پر وہ دل اور روح دن بدن خدائے تعالیٰ سے دور ہوتے جاتے ہیں۔ پس یہ بڑی خطرناک اور دل کو کپکپا دینے والی بات ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے سے سوال کرے۔

(ملفوظات جلد سوئم صفحہ 30)

ہمارے علم و عمل میں دوسروں سے زیادہ حسن ہونا چاہئے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث)

بہرحال ہم احمدی (-) ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی معرفت رکھتے اور جانتے ہیں کہ مجاہدہ (-) کی جو تعلیم دی گئی ہے۔ اور جسے حسن فی العمل کہکر اور مضبوط کر دیا گیا ہے۔ یہ انتہائی محنت اور علم و عمل کے اعتبار سے حسن و احسان کا لطیف امتزاج ہمارا معیار ہے۔ اس سے ہم نے پیچھے نہیں ہٹنا۔ ہم نے دنیا کے لئے ایک نمونہ بننا ہے خصوصاً اس دنیا کے لئے جو ترقی پذیر تو ہے مگر جوں کی چال چل رہی ہے۔

میں نے چینی معاشرہ کے متعلق بڑا غور کیا ہے روحانیت کا تو خانہ خالی ہے اس کو چھوڑ دیں اس کے متعلق ہم یہ کہہ سکتے یں کہ ان کے وجود کا ایک حصہ بالکل مردہ ہے۔ لیکن ان کا جو دنیوی اور مادی حصہ ہے مثلاً جسمانی اور ذہنی طور پر اور ظاہری دنیوی اخلاق کے لحاظ سے ان کا معیار بہت بلند ہے۔ اب تو روس کے برخلاف چین نے اخلاقی اقدار کو بھی اپنا لیا ہے۔ غرض انتہائی طور پر محنت کرنا چینی معاشرہ کی ایک نمایاں خصوصیت ہے۔ ایک احمدی (-) کو ان سے بھی زیادہ محنت کرنی چاہئے۔ ان کے مقابلے میں ہمارے سامنے محنت کا ایک زائد میدان ہے اور یہ روحانی میدان ہے۔ یہی اصل میدان ہے۔ یہ چھت ہے دوسری چیزیں ستون ہیں۔ لوگوں نے یہ ستون تو بنا لئے مگر ہم نے ان ستونوں پر اکتفا نہیں کرنا بلکہ ان کے اوپر چھت بھی بنانی ہے چونکہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور اس کی منشاء کے مطابق دنیا کے ہر نفس کے اندر روحانی اقدار قائم کرنی ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں جسمانی قوتیں، ذہنی استعدادیں اور اخلاقی صلاحیتیں بھی عطا فرمائیں تاکہ روحانی چھت بنا سکیں۔ جو حفاظت کا ذریعہ بنے۔ بالکل اس طرح جس طرح یہ جسمانی آسمان بہت ساری جسمانی حفاظتوں اور بالواسطہ روحانی حفاظتوں کا سامان پیدا کرتا ہے، روحانی استعدادوں کے کمال پر مشتمل روحانی چھت سارے افراد بلکہ تمام بنی نوع انسان کو ہر قسم کی تباہی سے جس میں جسمانی تباہی بھی شامل ہے۔ محفوظ رکھتی ہے۔

بہرحال چینیوں سے زیادہ کام کرنا ہے۔ کیونکہ ہمارے لئے ایک زائد میدان عمل ہے۔ جو ان کے لئے نہیں ہے۔ اس طرح دوسرے شعبوں میں بھی ہم نے ان سے کم کام نہیں کرنا بلکہ ان سے زیادہ کرنا ہے۔ ہمارے ہر کام میں زیادہ حسن ہونا چاہئے۔

ہمارے علم و عمل میں زیادہ حسن و احسان پایا جانا چاہئے اس کے نتائج ہر اعتبار سے اچھے نکلنے چاہئیں۔ بنی نوع انسان جہاں جہاں بستے ہیں ان کی خیر خواہی اور بھلائی کے سامان ہماری کوششوں کے نتیجہ میں پیدا ہونے چاہئیں۔ ان کے لئے دکھ اور پریشانی کا سامان پیدا نہیں ہونا

باقی صفحہ 7 پر

ربوہ میں وقار عمل

○ ربوہ: 6-مارچ۔ صدر عمومی ربوہ کی ہدایت پر آج صبح ساڑھے سات سے ساڑھے آٹھ بجے تک اہل ربوہ نے اجتماعی وقار عمل کیا اور اپنے گھروں کے سامنے صفائی اور ستھرائی کی۔ احمد نگر کے لوگوں کے سپرد بیت المبارک کے سامنے سرگودھا۔ فیصل آباد روڈ کی صفائی ستھرائی کا کام تھا۔ انہوں نے بلڈوزر حاصل کیا اور اس کے ذریعے سڑک کے اطراف کو ہموار کیا۔ مکرم صدر صاحب عمومی نے وقار عمل کے دوران شہر کا دورہ کیا۔ ان کے علاوہ وقار عمل کے نگران صاحبان ڈاکٹر منیر احمد مبشر اور میجر (ر) عمر ہاشمی صاحب نے بھی دورہ کر کے کام کی نگرانی کی۔ انہوں نے بھی ایک بلڈوزر مہیا کیا اور بڑے کام اس کے ذریعے کئے گئے۔ ربوہ کے بچوں نے قابل قدر کارکردگی پیش کی اور وقار عمل میں ذوق شوق سے حصہ لیا۔

بلدیہ ربوہ کی کارکردگی بھی نمایاں رہی ان کے سپرد بڑی سڑکوں کی صفائی کا کام تھا۔ چنانچہ گرلز کالج کے سامنے، دفاتر صدر انجمن احمدیہ کے سامنے، اقصیٰ روڈ اور کالج روڈ پر بلدیہ کا عملہ مصروف کار رہا۔

دعوت نامہ

○ اگر آپ الفضل فورم (جو تقریباً ہر ماہ منعقد کیا جاتا ہے) میں حصہ لینا چاہتے ہیں تو الفضل کے ادارہ کو اپنی خواہش سے مطلع فرمائیں۔

(ادارہ)

احمدیہ ٹیلی ویژن کے بارے میں

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کا ارشاد

MTA کے لئے پروگرامز بنا کر بھجوانے کے بارے میں حضرت صاحب نے فرمایا۔

آپ سب کو دنیا میں جتنے احمدی جہاں جہاں بھی ہیں کوئی ایسی چیز معلوم ہو جس کو وہ اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ مشترک کر کے اپنے فیض کو عام کر سکتے ہیں...... جس سے دوسروں کو فائدہ ہو سکتا ہو اس کو عام کریں اپنے تک محدود نہ رکھیں۔

(خطبہ فرمودہ 17-فروری 1995ء)

توبہ کی انتہا فنا ہے جس کے معنے رجوع کے ہیں

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

7 امان 1377 ھش — 7 مارچ 1998ء

عبادت - تقویٰ - دینداری

کیاہم اس بات کی طرف دیکھیں کہ لوگ ہمیں کیا سمجھتے ہیں اور جو کچھ ہم کرتے ہیں اس کے متعلق وہ کیا کہتے ہیں۔ یا اس بات کی طرف دیکھیں کہ خدا تعالیٰ کیا کہتا ہے اس کی نظر ہم پر کیسی ہے اور ہم اس کی باتوں کو کس حد تک مانتے ہیں۔ یہ دو باتیں ایسی ہیں کہ ان پر ہر شخص کو غور کرنے کی ضرورت ہے۔ کچھ لوگ ایسے ہیں جو لوگوں سے ڈرتے ہیں اور وہی کچھ کرتے ہیں جو لوگ چاہتے ہیں۔ یا اگر ڈرتے نہ بھی ہوں تو انہیں وہ باتیں پسند آجاتی ہیں جو لوگ کرتے ہیں۔ اور اس لئے وہ وہی کچھ کرتے ہیں جو دوسرے لوگ کرتے ہیں یا دوسرے لوگ چاہتے ہیں اور انہیں یہ بات بھول جاتی ہے کہ جو باتیں وہ کر رہے ہیں وہ خدا تعالیٰ کو کہاں تک پسندیدہ ہیں۔ لیکن ان کے مقابل کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو دنیا کی پرواہ نہیں کرتے۔ لوگ جو چاہیں کہیں۔ لوگ جو چاہیں کرتے ہوں وہ ہمیشہ اس بات کا خیال رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے۔ جو کچھ خدا تعالیٰ چاہتا ہے اسے وہ اپنی زندگی کا مدار بنالیتے ہیں۔ اور وہی کچھ کرتے ہیں۔

جو پہلی قسم کے لوگ ہیں وہ رسم و رواج کے پیچھے چلتے ہیں اور جو دوسری قسم کے لوگ ہیں وہ رسم و رواج کی پرواہ نہیں کرتے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) نے رسم و رواج کے پیچھے چلنے کو ایک قبیح بات بتایا ہے۔ آپ کا سارا زور اس بات پر تھا کہ دیکھنا یہ چاہئے کہ خدا تعالیٰ کو کیا بات پسندیدہ ہے۔ خدا تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے کہ ہم کیسے بن جائیں اور جیسے وہ چاہتا ہے وہ ہم کیا کچھ کرکے بن سکتے ہیں۔ اور رسم و رواج کی پرواہ نہ کریں۔ رسم و رواج دراصل انسان کو انسانوں کے قریب تو لے جاتا ہے لیکن خدا تعالیٰ سے دور کردیتا ہے۔ جوں جوں ہم لوگوں کے ڈر سے یا لوگوں کی محبت کی وجہ سے وہ باتیں کرنے لگتے ہیں جو لوگ کرتے ہیں تو ہم خدا تعالیٰ سے دور ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ہمیں یہ احساس ہی نہیں ہوتا کہ خدا تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے۔

اس سلسلے میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) کا یہ ارشاد پیش نظر رہنا چاہئے آپ فرماتے ہیں:۔

"مجھے یہ بات دیکھ کر بہت افسوس ہوتا ہے کہ آج کل عبادت اور تقویٰ اور دینداری سے محبت نہیں ہے۔ اس کی وجہ ایک عام زہریلا اثر رسم کا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت سرد ہو رہی ہے اور عبادت میں جس قسم کا مزا آنا چاہئے وہ مزا نہیں آتا۔ دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں جس میں لذت اور ایک خاص حظ اللہ تعالیٰ نے رکھا نہ ہو۔ جس طرح پر ایک مریض عمدہ سے عمدہ خوش ذائقہ چیز کا مزا نہیں اٹھا سکتا اور وہ اسے بالکل تلخ یا پھیکا سمجھتا ہے اسی طرح سے وہ لوگ جو عبادت الٰہی میں حظ اور لذت نہیں پاتے ان کو اپنی بیماری کا فکر کرنا چاہئے۔ کیونکہ جیسا میں نے ابھی کہا ہے۔ دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس میں خدا تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی لذت نہ رکھی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس کی عبادت میں اس کے لئے ایک لذت اور سرور نہ ہو۔ لذت اور سرور تو ہے مگر اس سے حظ اٹھانے والا بھی تو ہو۔"

اس ارشاد میں عبادت کے ساتھ تقویٰ اور دین داری کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ عبادت سے یہاں وہ رسمی عبادت نہیں جو خاص طور پر عبادت کہلاتی ہے۔ بلکہ انسان کا ہر وہ فعل جو خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق کیا جائے اسے عبادت کہا جاسکتا ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں کہ ہمارا کھانا پینا' سونا جاگنا' چلنا پھرنا' یہ ساری باتیں عبادت میں شامل ہو سکتی ہیں۔ اگر ہم یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کی خاطر کریں۔ اگر دنیا کی خاطر کریں تو ان کا نام عبادت نہیں بلکہ یہ دنیاداری ہے اور اگر یہی باتیں باوجود اس کے نظر تو ایسا آتا ہے کہ یہ دنیاداری ہے خدا تعالیٰ کے لئے کی جائیں تو یہ باتیں عبادت بن جاتی ہیں۔ پس یہاں اسی لئے عبادت کو تقویٰ اور دین داری کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ گویا کہ ہر بات جو ہم کرتے ہیں اس میں یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ کہاں تک اسے خدا تعالیٰ کی پسندیدگی حاصل ہے رسم و رواج انسانوں کی پسندیدگی ہے اور عبادت یعنی خدا تعالیٰ کے لئے ہر بات کرنا خدا تعالیٰ کی پسندیدگی ہے۔

پس رسم و رواج کے زہریلے اثر سے ہٹ کر ہمیں اپنی ہر بات کو اور اپنے ہر فعل کو عبادت بنانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اور اس میں ہمیں یقیناً ایک لذت ملے گی۔ حضرت صاحب نے یہ بات بھی واضح فرمائی ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا ہی اس لئے کیا ہے کہ وہ اس کی عبادت کرے اس لئے اس میں لذت بھی رکھی ہے۔ پس آیئے ہم اپنے ہر فعل کو اور اپنی ہر بات کو عبادت بنائیں جس کے پیچھے تقویٰ اور دین داری موجود ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

احساس کی سُولی پہ کئی بار چڑھا ہوں
میں طالبِ انصاف' ترے در پہ پڑا ہوں
تُو چاہے تو دو نیم ہو ہر ظلم کی برچھی
مجھ سے نہیں ٹوٹی' میں بہت اس سے لڑا ہوں
غیروں نے تو سمجھا تھا کہ یہ ٹوٹ گیا ہے
میں پُشت پناہی میں تری اب بھی کھڑا ہوں

ابوالاقبال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی

تلقین عمل

میں نے دیکھا ہے آجکل کے نوجوانوں سے بڈھے زیادہ کام کر لیتے ہیں۔ ڈلہوزی جاتے ہوئے مجھے ہمیشہ اس کا تجربہ ہوتا ہے۔ میرے ساتھ چونکہ دفتر کے علاوہ انجمن کے کلرکوں میں سے بھی ایک کلرک کا جانا ضروری ہوتا ہے۔ اور میں کام کسی قدر سختی سے لیتا ہوں اس لئے ایک دو مہینہ کام کرنے کے بعد ہی ان کی طرف سے انجمن میں درخواستیں جانی شروع ہو جاتی ہیں۔ کہ ہمیں اس دفتر سے بدلا جائے۔ وہ سمجھتے ہیں ہمارا کام اتنا ہی ہے کہ سو رہیں اور مہینہ کے بعد تنخواہ لے لیں۔ میرے نزدیک اس صورت حالات کی وجہ سے ناظروں پر بھی حرف آتا ہے اگر ناظر اپنے کارکنوں سے صحیح طور پر کام لیتے تو ان میں یہ احساس ہی کیوں پیدا ہوتا۔ کہ ہمیں اس دفتر سے فلاں دفتر میں بدل دیا جائے۔ یہاں کام زیادہ ہے اور وہاں کام تھوڑا ہے۔ پھر تو وہ سمجھتے کہ یہ بلا ہر جگہ مسلط ہے اور ہمارے لئے سوائے اس کے اور کوئی چارہ نہیں کہ ہم محنت سے کام کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ کام سے بھاگنا اور گریز کرنا یہ ایک عام عادت ہمیں نوجوانوں میں نظر آتی ہے۔ جب تک اس عادت کو دور نہیں کیا جائے گا۔ جب تک اپنی ذمہ داری کو صحیح طور پر نہیں سمجھا جائے گا۔ جب تک اپنے مقام کے احساس کا مادہ اپنے اندر پیدا نہیں کیا جائے گا۔ تب تک ہماری جدوجہد کبھی اعلیٰ نتائج پیدا نہیں کر سکتی لیکن جب یہ چیزیں پیدا ہو گئیں تو دینی تغیر تو پیدا ہی ہو گا۔ دنیوی حالتیں بھی خود بخود بدلنی شروع ہو جائیں گی۔ یہ امر یاد رکھو کہ نکمی قوم دنیا کے پردہ پر کبھی کوئی عزت حاصل نہیں کر سکتی۔ وہ چیز جس کی عام طور پر لوگ خواہش رکھتے ہیں۔ یعنی دنیوی شان و شوکت کا چاہنا عیب ہے۔ لیکن یہ امر قطعی طور پر ناممکن ہے کہ اگر (دین حق) کی تعلیم پر صحیح طور پر عمل کیا جائے تو وہ چیز تمہیں میسر نہ آئے۔ بے شک اس کا چاہنا عیب ہے مگر اس کا ملنا لازمی ہے۔ آج تک کسی (خدا کی قائم کردہ جماعت) نے بھی یہ نہیں چاہا۔ کہ اسے دنیوی شان و شوکت مل جائے۔ لیکن اگر وہ قوم صحیح طور پر خدا کی قائم کردہ جماعت بن جائے تو اسے یہ چیز بھی ضرور مل جاتی ہے۔ بے شک ایک قوم اس وقت گنہگار ہو گی جب وہ خود اپنی زبان سے دنیا کی بادشاہت طلب کرے۔ لیکن جب کوئی قوم اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرتی اور اپنے نفوس کو اس کی راہ میں قربان کر دیتی ہے تو خدا تعالیٰ یہ دکھانے کے لئے کہ میں قادر خدا ہوں دنیا کی بادشاہتیں بھی ان کے سپرد کر دیتا ہے۔ سید عبد القادر جیلانیؒ کے متعلق لکھا ہے کہ لوگوں نے ان پر اعتراض کیا کہ آپ اچھے کھانے کھاتے اور اچھے کپڑے پہنتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں کبھی کھانا نہیں کھاتا جب تک مجھے خدا نہیں کہتا۔ کہ اے عبد القادر تجھے میری ذات ہی کی قسم ہے تو یہ کھانا کھا۔ اور میں اچھے کپڑے نہیں پہنتا جب تک مجھے خدا نہیں کہتا کہ اے عبد القادر تجھے میری ذات کی قسم ہے تو یہ کپڑا پہن۔ حقیقت یہ ہے کہ جب ایک انسان خدا کا ہو جاتا ہے۔ تو وہ چیز جو اس نے خدا کے لئے چھوڑی ہوتی ہے اسے خدا کی طرف سے عطا کی جاتی ہے۔ اور اس وقت اس کا چھوڑنا گناہ ہوتا ہے۔ جیسے پہلے اس کا مانگنا گناہ ہوتا ہے۔ اگر تم اس چیز کو چرانا چاہتے ہو تو یہ ایک نقص ہو گا۔ کیونکہ خدا یہ چاہتا ہے کہ وہ تمہیں یہ چیز خلعت کے طور پر عطا کرے۔

اور یقیناً وہ دن آئے گا اور ضرور آئے گا جب یہ چیز تمہارے ہاتھ میں ہو گی۔ خواہ یہ دن تمہارے لئے آئے یا تمہاری نسلوں کے لئے۔ مگر تم تو درخت بونے میں آتے ہی نہیں کہ تم اس کا پھل کھا سکو۔ کہتے ہیں کہ ایک بادشاہ کسی بڈھے کے پاس سے گذرا۔ اور اس نے دیکھا کہ وہ ایک ایسا درخت لگا رہا ہے۔ جو بہت دیر سے پھل لاتا ہے۔ بادشاہ حیران ہوا۔ اور اس نے اس بڈھے سے مخاطب ہو کر کہا۔ میاں بڈھے! تم کیوں اپنا وقت ضائع کرتے ہو۔ تمہاری ستر اسی سال عمر ہے۔ تم آج نہ مرے کل مرے۔ زیادہ سے زیادہ جیئے بھی تو پانچ سال زندہ رہو گے۔ مگر یہ درخت تو بہت دیر کے بعد پھل لائے گا۔ اور تم اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکو گے۔ پھر ایسا درخت تم کیوں بو رہے ہو۔ بڈھے نے کہا بادشاہ سلامت! آپ نے یہ کیا کہہ دیا۔ آپ تو بڑے عقلمند اور دور اندیش انسان ہیں۔ اگر پہلے لوگ بھی اسی خیال میں مبتلا رہتے۔ کہ جب ہم نے پھل نہیں کھانا تو ہم درخت کیوں لگائیں۔ اور وہ اس خیال کے ماتحت درخت نہ لگاتے تو آج ہم کہاں سے پھل کھاتے۔ انہوں نے درخت لگائے تو ہم نے پھل کھائے۔ اب ہم درخت لگائیں گے اور ہماری آئندہ نسلیں اس کا پھل کھائیں گی۔ بادشاہ کو اس کی یہ بات بہت پسند آئی۔ اور اس نے کہا۔ زِہ۔ یعنی کیا ہی خوب بات کہی ہے۔ بادشاہ نے یہ حکم دیا ہوا تھا۔ کہ جب میں کسی کی بات پر خوش ہو کر زِہ کہوں تو اسے فوراً تین ہزار کی تھیلی انعام کے طور پر دے دی جایا کرے۔ جب بادشاہ نے کہا زِہ تو خزانچی نے فوراً تین ہزار کی ایک تھیلی بڈھے کے سامنے رکھ دی۔ بڈھے نے تھیلی اٹھائی اور کہا بادشاہ سلامت آپ تو کہتے تھے کہ تو اس درخت کا پھل نہیں کھائے گا۔ دیکھئے لوگ درخت لگاتے ہیں تو کہیں دیر کے بعد اس کا پھل کھانا انہیں نصیب ہوتا ہے۔ لیکن میں تو ابھی درخت لگا ہی رہا ہوں کہ میں نے اس کا پھل کھا لیا۔ بادشاہ نے یہ سنکر پھر کہا۔ زِہ۔ اور خزانچی نے تین ہزار کی ایک اور تھیلی اس کے سامنے رکھ دی۔ اس پر وہ بڈھا پھر بولا۔ اور اس نے کہا۔ بادشاہ سلامت! لوگ تو سال میں صرف ایک دفعہ پھل کھاتے ہیں۔ لیکن میں نے تو ابھی لگاتے لگاتے اس کا دو دفعہ پھل کھا لیا ہے۔ اس پر بادشاہ کے منہ سے پھر نکلا۔ زِہ۔ اور خزانچی نے فوراً تین ہزار کی ایک تیسری تھیلی اس کے سامنے رکھ دی۔ یہ دیکھ کر بادشاہ ہنس پڑا۔ اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا۔ چلو یہاں سے ورنہ یہ بڈھا ہمارا سارا خزانہ لوٹ لے گا۔ تو بات یہ ہے کہ تم بیج لگاؤ گے تو پھل کھاؤ گے۔ مگر تم بیج لگانے میں آتے ہی نہیں۔ تم میں سے بعض کی ذہنیتیں وہی ہیں جو لیبر یا لیبرل پارٹیوں کی ہیں یعنی یہ کہ پہلے خدا ہمیں دے پھر ہم سے کام لے۔ حالانکہ خدا اس قوم کو اپنے انعامات دیا کرتا ہے

باقی صفحہ 6 پر

مجلّہ الجامعہ

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی

مکرم میاں روشن دین صاحب صراف آف اوکاڑہ لکھتے ہیں۔

1947ء کا واقعہ ہے کہ میرا لڑکا ضیاء الدین احمد ٹائیفائیڈ سے بیمار ہو گیا۔ اور میں اسے لے کر قادیان چلا گیا۔ یہ وہ دن تھے جب حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے درس کلام الٰہی دیا تھا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ دعا کے لئے یاد دہانی کرواتے رہنا۔ کئی ڈاکٹر صاحبان بھی درس کی وجہ سے آئے ہوئے تھے۔ مثلاً ڈاکٹر حاجی خانصاحب کراچی ڈاکٹر حضرت سید عبد الستار شاہ صاحب' ڈاکٹر عنایت اللہ شاہ صاحب اور ڈاکٹر محمد الدین صاحب یہ سب علاج بھی کرتے رہے۔ آخر سب نے مشورہ دیا کہ اسے لاہور لے جائیں۔ حضرت صاحب کی خدمت میں ڈاکٹروں کا مشورہ رکھا گیا۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ مجھے لا کر دکھاویں۔ چنانچہ میں بچہ کو اٹھا کر لے گیا۔ تو حضرت صاحب نے دعا کرتے ہوئے اجازت دی کہ لے جاویں۔ اور فرمایا کہ میں دعا کرتا رہوں گا۔ وہاں لے جانے پر میو ہسپتال کے سول سرجن نے مایوس ہو کر کہہ دیا کہ یہ لڑکا نہیں بچے گا اسے واپس لے جاؤ۔ چنانچہ بچہ کو واپس لے آئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی دعاؤں سے یہ کرشمہ دکھایا کہ پیٹ میں جو غدودیں پیپ سے بھر گئی تھیں ان کی پیپ ناف کے ذریعہ خارج ہوتی گئی۔ اور لڑکا خدا تعالیٰ کے فضل سے صحت یاب ہو گیا۔ حضرت مولانا غلام رسول صاحب امرتسر سے قادیان جا رہے تھے اور حضرت اماں جان بھی اسی گاڑی پر دہلی سے قادیان تشریف لے جا رہی تھیں۔ حضرت مولوی صاحب نے ضیاء الدین کو حضرت اماں جان کے پاس بھجوا دیا اور فرمایا کہ یہ لڑکا حضرت صاحب کی دعا کا نتیجہ ہے۔

○○○

مکرمہ صالحہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری رحمت علی صاحب مسلم ایم اے سرگودھا لکھتی ہیں۔

میں قریباً چار پانچ سال کی تھی کہ جب مجھے حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی خدمت میں کلام الٰہی شروع کروانے کے لئے بھیجا گیا۔ میرے ہاتھ میں کچھ نقدی اور قاعدہ تھا۔ حضرت صاحب اس دن بیت مبارک سے متصل مکان کے بڑے کمرے میں تشریف فرما تھے جو پاکستان بننے کے وقت سیدہ ام وسیم صاحبہ کی رہائش گاہ تھی۔ حضرت صاحب نے مجھے اپنے پاس بٹھا لیا اور (میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں) سے شروع کروایا۔ حضرت صاحب نے قاعدہ کے لفظوں یا نقطوں پر انگلی رکھی ہوئی تھی۔ حضرت صاحب لفظ بولتے تھے اور میں دہراتی جاتی تھی۔ میری انگلی تو قاعدہ پر تھی مگر میں اس عظیم ہستی کی طرف دیکھے جا رہی تھی جس کے لئے دنیا کی بے شمار قومیں انتظار میں بیٹھی تھیں۔ اس کے بعد حضرت صاحب نے دعا کرائی اور میں واپس گھر آ گئی۔

1932ء میں ہمارے مکان واقعہ دار الرحمت قادیان کی بنیاد رکھنے کے لئے حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ میں ابا جان (ڈاکٹر بھائی محمود احمد صاحب) کا رقعہ لے کر حضرت صاحب کی خدمت میں گئی گرمی کا موسم تھا۔ ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی۔ حضرت صاحب کو سلام کے بعد رقعہ پیش کیا۔ حضرت صاحب سفید بستر پر لیٹے ہوئے اخبار پڑھ رہے تھے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ میں آپ کے پاؤں کی طرف بیٹھ گئی لیکن میرے مشفق آقا نے اپنے تکیہ کی طرف اشارہ کر کے اس کے ایک طرف اوپر بٹھا لیا۔ اس کے بعد حضرت صاحب مجھ سے مختلف باتیں پوچھتے رہے۔ آپ کو اس دن بخار تھا۔ اس لئے فرمایا کہ پھر کسی دن بنیاد رکھیں گے۔ چند دن کے بعد مجھے دوبارہ بھیجا گیا۔ جس وقت میں گئی اس وقت حضرت صاحب حضرت سیدہ ام ناصر صاحبہ کے گھر تشریف فرما تھے۔ اندر چند ملنے والے آئے ہوئے تھے۔ حضرت سیدہ کے قریب محترم شیخ نیاز احمد صاحب کی اہلیہ بیٹھی ہوئی تھیں۔ جنہوں نے کہا کہ میں صبح سے حضرت صاحب کے انتظار میں بیٹھی تھی۔ کیونکہ ان کے مکان کی بھی بنیاد رکھنی تھی۔ جب حضرت صاحب کو ہم نے یاد دہانی کروائی تو آپ اسی وقت بنیاد رکھنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اور فرمایا کہ جاؤ نذیر سے کہو کہ موٹر تیار کرے ہم اکٹھے جائیں گے۔ ہم جلدی سے نذیر صاحب کو موٹر تیار کرنے کا کہہ کر گھر آئے کہ حضرت صاحب کے تشریف لانے کی اطلاع کر دیں۔ ہمارے گھر پہنچنے کے تھوڑی دیر بعد حضرت صاحب شیخ صاحب کی بنیاد رکھنے کے بعد ہماری بنیاد رکھنے کے لئے تشریف لائے۔ قادیان کے بزرگ کثرت سے موجود تھے۔ کرسیوں کا انتظام تھا۔ حضرت امام جماعت الثانی نے بنیاد رکھی اور لمبی دعا کی۔ محلہ کے مرد عورتیں اور بچے حضرت صاحب کی زیارت کے لئے ارد گرد جمع تھے بڑا پر رونق منظر تھا۔ جو اب تک آنکھوں کے سامنے ہے۔ آپ کرسی پر رونق افروز تھے اور سب سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سید مبشرات احمد کینیڈا

حضرت چوہدری غلام حسین صاحب

حضرت چوہدری غلام حسین صاحب کے بارے میں ایک اہم روایت بیان کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت چوہدری صاحب کے متعلق یہ روایت ان کے چھوٹے صاجزادے مکرم چوہدری عبدالشکور صاحب نواں شہر ملتان نے مجھے میری زرعی ترقیاتی بینک آف پاکستان ملتان میں 1970ء میں تعیناتی کے دوران سنائی تھی ان کی دکان ملتان چھاؤنی صدر بازار میں ریڈیو فروخت اور مرمت کرنے کی تھی وہاں ہی میری ان سے ملاقات ایک ٹیپ ریکارڈر مرمت کرانے کے سلسلے میں ہوئی اور کئی دفعہ ان سے ملاقات رہی کیونکہ میرا دفتر بھی ملتان چھاؤنی میں تھا اور انہوں نے مزید مجھے یہ بتایا کہ یہ واقعہ میں آپ کے چھوٹے بھائی صاحب سید حمید احمد پی سی ایس جب وہ 69-68ء میں سٹی مجسٹریٹ ملتان تھے (حال بیرسٹر ایڈمنٹن کینیڈا) کو بھی سنایا تھا کیونکہ یہ واقعہ میرے والد صاحب ڈاکٹر سید شفیع احمد میر محقق دہلوی کے ساتھ چوہدری غلام حسین کی ایک اہم ملاقات کے بعد پیش آیا۔ جب وہ غالباً 1934ء میں

Turner Morrison Shipping Company

کے بحری جہاز پر سعودی عرب تشریف لے جا رہے تھے یاد رہے کہ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ حکومت سعودی عرب کا سب سے بڑا Revenue کا ذریعہ حج ٹیکس تھا جو وہ دنیا کے حاجیوں سے وصول کرتی تھیں اور مسلمانان ہند کی اس خدمت جس میں ہم خرما و ہم ثواب سعودی عرب حکومت کا بھی مفاد تھا۔ والد صاحب شاہ ابن سعود کے مہمان خانہ شاہی میں قیام فرماتے تھے۔ والد صاحب 1930ء سے 1941ء کے دوران (31۔ اکتوبر 1941ء کو ان کا انتقال ہوا) پانچ بار سعودی عرب گئے اور یہ دوسرا دورہ تھا جب چوہدری غلام حسین صاحب اور والد صاحب کی ملاقات ہوئی تو والد صاحب بطور امیر جہاز کے کپتان کے ساتھ حاجیوں کی سہولت کے انتظام دیکھ رہے تھے۔ اس ملاقات کے بعد حضرت چوہدری صاحب والد صاحب کے پاس تشریف لائے کہ آپ کی مکہ مکرمہ میں کہاں رہائش ہوگی جب والد صاحب کی رہائش کے متعلق چوہدری صاحب کو معلوم ہوا تو انہوں نے خواہش کی کہ ہو سکے تو ان کا بھی رہائش کا انتظام شاہی مہمان خانے میں کروا دیں والد صاحب نے جدہ پہنچنے پر حاجب مہمان خانہ کو سفارش کی کہ یہ بزرگ ہندوستان کے ہیں اور انسپکٹر آف اسکول ہیں چنانجہ باجازت شاہ ابن سعود حضرت چوہدری صاحب کا بھی سعودیہ مہمان خانے میں رہائش کا انتظام ہو گیا۔ اس پر پہلی رات جذبات تشکر میں دیر تک چوہدری صاحب رات کی عبادت میں مشغول رہے اور صبح کی عبادت سے قبل انہوں نے ایک رؤیا دیکھا جس میں سعودی عرب کی کایا پلٹ جانے کا ذکر تھا۔ وہ رؤیا دیکھ کر صبح کی عبادت کے وقت چوہدری صاحب نے والد صاحب کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا اور دروازہ کھلنے پر والد صاحب کو یہ رؤیا صالحہ سنایا اور کہا کہ یہ ایسی عظیم الشان سچی خواب ثابت ہوگی کہ عرب کی دنیا بدل جائے گی چنانچہ والد صاحب کی رؤیا سن کر یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے اس اہم ملک کے دن اور رات یکایک پھیرنے والا ہے اور انہوں نے شاہی مہمانداری کے ناظم جو سعودی دربار میں اہم شخصیات کو پیش کرتے تھے اپنے ساتھ چوہدری صاحب کو لیا اور ایک مترجم نے خواب کا عربی میں شاہ سعود کو ترجمہ کرکے بتایا وہ رؤیا یہ تھا کہ عرب کے صحرا میں ہزاروں اونٹوں کا قافلہ جا رہا ہے جیسا کہ دستور ہے ایک اونٹ دوسرے اونٹ کے پیچھے نکیل در نکیل چل رہا ہوتا ہے۔ چل رہے ہیں اور ہر اونٹ کے گلے میں ایک ایک سونے کا ہار پڑا ہوا ہے اور ان سونے کے ہاروں سے چمک ایسی نکل رہی ہے جیسے آگ کی لپٹیں ہوں۔

اور پھر انہوں نے یہ بتایا کہ میں علم ارضیات Geology کا ماہر ہوں اور عرب کے صحرا کی ریت دیکھ کر اس خواب کی تفہیم میں جو اللہ نے خبر دی ہے کہ صحرا عرب سے تیل نکلے گا اور سونے سے دلالت حکومت سعودی عرب کا دولت سے مالا مال ہونا بتایا گیا ہے اور یہ جو آگ کی لپٹیں نکل رہی ہیں یہ اس بات پر دلالت کر رہی ہیں کہ اس سرزمین سے Petroleam جو آگ سے بھڑک اٹھتا ہے نکلے گا۔ چنانچہ شاہ سعود نے حکم دیا کہ اینگلو ایرانین Oil Company کے سربراہان کو بلا کر صحرائے عرب کا فوری طور پر سروے کروایا جائے سروے پر یہ بات ان ماہرین نے مانی کہ خیال اغلب ہے کہ صحرائے عرب سے تیل ضرور نکلے گا لیکن ابھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ کتنا نکلے گا مکمل سروے پر معلوم ہوگا چنانچہ

Anglo Iranian Oil Company

سے پہلے جو سروے پر سعودی عرب سے انہوں نے جو Contract کیا وہ صرف چالیس لاکھ امریکن ڈالر پر مشتمل تھا اب جس جگہ یہ نوعیت اور حالت پہنچ چکی ہے تمام دنیا کو معلوم ہے غرض اس احمدی بزرگ کے ساتھ نہایت زیادتی ہوگی کہ اس انتہائی اہم بات کی جو انہوں نے بطور بشارت دونوں جہانوں کے پیدا کرنے والے سے بصورت رؤیا صالحہ بیان کی ہے اس کا ذکر نہ کیا جائے میں نے بعد میں یہ بات چوہدری عبدالشکور صاحب کے بھتیجے مکرم چوہدری منیر مسعود صاحب جوائنٹ رجسٹرار محکمہ امداد باہمی پنجاب سے بھی Confirm کی جو چوہدری غلام حسین صاحب کے بڑے صاجزادے مکرم چوہدری نورالدین صاحب جہانگیر جو ایک لمبا عرصہ ساہیوال میں ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر رہے ہیں ان کے دوسرے بیٹے ہیں اور ان کے بڑے پوتے مکرم ملک حفیظ الدین ایڈووکیٹ ساہیوال ہیں جو

باقی صفحہ 7 پر

ایم۔ کے۔ ملک' ڈپٹی اے۔ ایم۔ اے۔ جی (ریٹائرڈ) راولپنڈی

ملک بہادر خان صاحب

الفضل مورخہ 97-12-29 میں محترم حافظ ابو ذر صاحب کا ذکر خیر پڑھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ صاحب مضمون محترم جوئیہ صاحب امیر جماعت احمدیہ ضلع خوشاب نے اس میں میرے والد صاحب ملک بہادر خاں ہیڈ ماسٹر گروٹ کا ذکر کیا ہے۔ جن کی زیر دعوت حافظ صاحب نے احمدیت قبول کی۔ پیشتر اس کے کہ ملک بہادر خان صاحب کے خاندان اور حالات زندگی کے بارے میں اختصار سے عرض کیا جائے۔ ایک واقعہ کا بیان قارئین کے لئے خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

جن ایام میں والد صاحب گروٹ میں بطور ہیڈ ماسٹر تعینات تھے۔ علاقہ تھل کے مضافات روڈہ۔ لکو وغیرہ کے طلباء گروٹ میں تعلیم حاصل کرتے۔ سکول کی عمارت کا ایک حصہ باہر سے آنے والے طلباء کے لئے بطور بورڈنگ ہاؤس مختص تھا۔ علاقہ تھل میں چند گھروں پر مشتمل آبادی کو بھان کہا جاتا ہے۔ ایک بھان کا طالب علم غالباً احمد خان نامی بورڈنگ ہاؤس میں رہتا تھا۔ والد صاحب نے دیگر طلباء کے علاوہ اس کی فیس بھی معاف کر دی تھی۔ ایک دن اس طالب علم کی والدہ کوئی چیز بطور تحفہ دینے ہمارے گھر آئی۔ کمرہ میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی ایک فوٹو دیوار پر آویزاں تھی' جونہی اس خاتون کی نظر فوٹو پر پڑی۔ تو حیرت اور بے اختیاری کے عالم میں والدہ صاحبہ سے استفسار کیا۔ کہ یہ کس بزرگ کی تصویر ہے اور کہاں رہتے ہیں کیونکہ یہی وہ بزرگ ہیں۔ جو اس کو کئی مرتبہ خواب میں دکھائی دئے ہیں اور کہتے ہیں کہ تمہارے بھان اور اس کے اردگرد کے علاقہ میں کلام الٰہی کا درس ہوا کرے گا اور اس میں سب لوگ شامل ہوا کریں گے۔ ہماری والدہ نے اس خاتون کو بتایا۔ کہ یہ تصویر بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی ہے۔ ہم احمدی ان کو اپنا امام مانتے ہیں۔ یہ خاتون اس بھان سے تعلق رکھتی تھی۔ جس کے اردگرد حافظ ابوذر صاحب بچوں کو کلام الٰہی پڑھایا کرتے تھے۔ خاتون مذکورہ نے حافظ صاحب سے حضرت بانی سلسلہ کے فوٹو اور ہماری والدہ صاحبہ کے ساتھ ہونے والی گفتگو کا تذکرہ کیا جس کی بناء پر حافظ صاحب نے گروٹ آکر والد صاحب سے رابطہ کیا۔ اور یوں دعوت الی اللہ کا آغاز ہوا۔ بقول حضرت بانی سلسلہ "جس کی فطرت نیک ہے آئے گا وہ انجام کار" حافظ صاحب کی فطرت نیک تھی۔ والد صاحب کے کہنے پر قادیان گئے اور بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئے۔ اب خدا کے فضل سے علاقہ تھل میں کئی جماعتیں قائم ہیں۔

میرے والد ملک بہادر خان اور ڈاکٹر حامد محمود ڈینٹل سرجن کے دادا کا تعلق خوشاب کی اعوان فیملی سے ہے۔ اس فیملی کے محلّہ کا نام عالم پناہ ہے۔ ملک عالم خان اس خاندان کے ورث اعلیٰ اور قبیلہ کے سردار تھے۔ سکھاشاہی کے زمانہ میں علاقہ سون سکیسر سے نقل مکانی کر کے۔ دریائے جہلم کے کنارے آباد ہوئے۔ ملک بہادر خان صاحب ملک حیات خان صاحب کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔ ان کے بڑے بیٹے حضرت ملک ہدایت اللہ خان صاحب (رفیق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ) لاہور میں پولیس آفیسر تھے۔ پنڈت لیکھرام کی وفات کے بعد حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ان کا شمار اولین رفقاء خوشاب میں ہوتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی۔ تو ان کے حالات زندگی ان کی خود نوشت داستان کا خلاصہ قارئین کی خدمت پیش کیا جائے گا۔ والد صاحب کی شادی 1916ء میں موضع ناڑی۔ ضلع خوشاب کے ایک معزز زمیندار گھرانے میں ہوئی۔ ہماری والدہ کا نام سوائی بیگم تھا۔ نیک فطرت۔ خدمت دین کے جذبہ سے سرشار تھیں۔ سارا زیور خدمت دین کے لئے پیش کر دیا۔ ان کی وفات کے بعد والد صاحب کی دوسری شادی وڈالہ ننگر ضلع گورداسپور کی شیخ قانونگو فیملی' میں محترمہ اقبال اختر صاحبہ سے ہوئی۔ اس طرح والد صاحب شیخ یوسف علی صاحب بی۔ اے پرائیویٹ سیکرٹری حضرت امام جماعت الثانی و نائب ناظر امور عامہ و خارجہ قادیان کے ہم زلف تھے۔ ہماری اس والدہ نے ہمیں کلام الٰہی پڑھایا۔ مجھے میٹرک کرنے کے لئے قادیان بھجوایا۔ جہاں میں نے 1938ء میں ٹی۔ آئی۔ ہائی سکول قادیان میں میٹرک کا امتحان پاس کیا قادیان کا ذکر آیا ہے۔ تو چلتے چلتے اپنے اساتذہ کرام۔ مولوی محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر (بعد میں صدر صدر انجمن احمدیہ) حضرت قاضی محمد عبداللہ صاحب۔ مولوی تاج دین صاحب انصاری۔ صوفی محمد ابراہیم صاحب (شعبہ سائنس)۔ صوفی غلام محمد صاحب آف ماریشس۔ رحمانی صاحب اور میاں محمد ابراہیم صاحب جمونی کے لئے دعا کروں۔ ان میں میاں محمد ابراہیم صاحب جمونی بقید حیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو صحت والی لمبی زندگی عطا کرے۔ کلاس فیلوز ہونہار طلباء میں ڈاکٹر عبدالصمد صاحب آف بنگلہ دیش۔ سید فضل احمد صاحب آف بھاگلپور۔ حافظ منظور الٰہی صاحب۔ چوہدری اکرام اللہ خان صاحب ابن بابو اکبر علی صاحب آف قادیان اور حافظ مسعود احمد صاجب تھے۔ ہم نے اپنی ہوش میں والد صاحب کو ہمیشہ آخر شب کا عبادت گذار پایا سلسلہ اور امامت کے عاشق صادق تھے۔ مالی قربانیوں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے۔ تحریک جدید دفتر اول کے افراد میں شامل ہیں۔ اور اپنے بچوں کو بھی شامل کیا۔ تعلیم کے پیشہ سے منسلک ہونے کے ناطہ میں نہ صرف ماہر تعلیم تھے۔ بلکہ انتظامی امور میں بھی اعلیٰ بصیرت اور فراست کے مالک تھے۔ بدیں وجہ جہاں بھی انتظامی یا تعلیمی معیار کا فقدان پایا جاتا۔ ضلعی انتظامیہ کی نگاہ والد صاحب پر پڑتی۔ اس کے ساتھ وہ ہمیشہ دعاؤں میں مشغول رہتے۔ مجھے

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نذر محمد نذیر گولیکی ربوہ

پیاروں کی وفات پر سیاپا یا صبرورضاء

عام طور پر جب کوئی جوان بیٹا یا کوئی ناگہانی موت ہوتی ہے تو شہروں میں تعلیم زیادہ ہونے کی وجہ سے کم لیکن دیہاتوں میں ان پڑھ اور غریب طبقہ مں وفات پر غم کے اظہار کے لئے بھیانک نظارے زیادہ نظر آتے ہیں۔ مرنے والے کے ماں باپ بہنیں وغیرہ تو فوری غم کے بوجھ کی وجہ سے اپنے قویٰ کی طاقت کھو بیٹھتے ہیں اور خاموش اور نڈھال ہو جاتے ہیں۔ لیکن اکثر دیکھا گیا ہے کہ رشتہ دار اور شریکہ کی عورتیں کمر کے گرد کپڑا باندھ کر ایک گروپ کی صورت میں سیاپا کرتی ہیں اور سر کے بال نوچ نوچ کر ڈھیر لگا دیتی ہیں۔ یہ اتنا بھیانک اور مکروہ نظارہ ہوتا ہے کہ خدا کی پناہ۔

حضرت بانی سلسلہ روحانی خزائن نمبر2 جلد نہم صفحہ 42 (ملفوظات) میں تحریر فرماتے ہیں۔ ”ماتم کی حالت میں جزع فزع اور نوحہ یعنی سیاپا کرنا چیخیں مار کر رونا اور بے صبری کے کلمات زبان پر لانا یہ سب باتیں ایسی ہیں کہ جن کے کرنے سے ایمان کے جانے کا اندیشہ ہے۔ اور یہ سب رسمیں ہندوؤں سے لی گئی ہیں“۔

مزید فرماتے ہیں کہ ”رونا ہو تو آنکھوں سے آنسو بہانا جائز ہے۔ اور جو اس سے زیادہ کرے شیطان ہے“ پھر فرمایا کہ ایک سال تک سوگ رکھنا اور نئی نئی عورتوں کے آنے کے وقت یا بعض خاص دنوں میں سیاپا کرنا اور بعض باہم عورتوں کا سر ٹکرانا چلانا۔ رونا اور کچھ کچھ منہ سے بکواس کرنا یہ سب ناپاک رسمیں اور گناہ کی باتیں ہیں جن سے پرہیز کرنا چاہئے“۔

جماعت احمدیہ کی سو سال سے زیادہ عرصہ کی تربیت اور حضرت بانی سلسلہ اور ائمہ کرام کے پاک نمونوں سے بفضل تعالیٰ جماعت میں کافی حد تک یہ رسمیں اور شیطانی کام ختم ہو گئے ہیں۔

حضرت بانی سلسلہ کا اپنے جگر گوشہ صاحبزادہ مرزا مبارک احمد کی وفات پر نہ صرف صبر بلکہ رضائے الٰہی کا نمونہ تاقیامت سنہری حروف سے زندہ جاوید رہے گا بلکہ اس صبرو رضا میں نہ صرف حضرت بانی سلسلہ خود بلکہ حضرت اماں جان کا صبرو رضا کا نمونہ ایک درخشندہ مثال ہے۔

حضرت بانی سلسلہ روحانی خزائن نمبر2 جلد نہم صفحہ 405 (ملفوظات) میں تحریر فرماتے ہیں۔ ”کل والا.... کہ ”خدا خوش ہو گیا“۔ ہم نے اپنی بیوی کو سنایا۔ تو اس نے سن کے کہا کہ مجھے اس.... سے اتنی خوشی ہوئی ہے کہ اگر دو ہزار مبارک احمد بھی مرجاتا تو میں پرواہ نہ کرتی“

نیز فرمایا۔ یہ ”اس..... کی بنا پر ہے“ کہ ”میں خدا کی تقدیر پر راضی ہوں“ اور پھر ہے تو بھاری امتحان۔ مگر خدائی امتحان کو قبول کر۔ اور پھر لائف آف پین۔ یعنی تلخ زندگی“

اللہ اللہ دنیا کے کناروں تک اس زمانہ میں کسی قوم میں کسی ملک میں کسی تاریخ میں کسی دوسرے مکتبہ فکر میں یہ مثال نہ ملے گی وہ کون سی ماں ہے جو اللہ کی رضا کی خاطر اپنے دو ہزار جگر پارے قربان کردے اور پھر راضی برضا ہو۔

اب ہم کچھ نیچے اتر کر کچھ نمونے پیش کرتے ہیں۔ حضرت امام الثانی نے اپنی حرم بلکہ بہت ہی پیاری حرم حضرت سیدہ ام طاہر کی وفات پر جو ایک لمبا عرصہ لاہور میں زیر علاج رہنے کے بعد وفات پا گئیں۔ صبر اور رضا کا بے مثال نمونہ دکھاتے ہوئے اپنے سارے غم۔ اپنے خاندان کے غم لاکھوں احمدیوں کے غم ایک چھوٹے سے سینے کے اندر اس طرح سمیٹ لئے کہ اس کا اندازہ اس وقت کے موجود لوگ ہی کر سکتے ہیں۔ اور پھر متواتر چالیس دن تک ان کی قبر پر جا کر دعاؤں کے ذریعے مزید. غموں کے اندھیرں کو روشنی میں تبدیل کر دیا۔

حضرت سیدہ ام طاہر کی قبر پر دعاؤں کا ثمرہ آج امام وقت کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے پہلے لاکھوں اور اب کروڑوں احمدیوں کو عطا فرما دیا۔ صبرو رضا کے نقد پھل ہمارے سامنے ہیں اب ذرا اور نیچے اترتے ہیں کہتے ہیں ”شیروں کے پتر شیر“ سیدہ حضرت ام طاہر کی تدفین کے دن حضرت مرزا طاہر احمد امام رابع کا میٹرک کا امتحان جاری تھا۔ اس دن حضرت کا حساب کا پرچہ تھا۔ اس مرد بہادر نے باقاعدہ کمرہ امتحان Attend کیا۔ روٹین کے مطابق امتحان دیا اور پھر امتحان پاس بھی کیا۔

پھر ساری جماعت گواہ ہے کہ حضرت امام الثالث کی حرم حضرت آپا منصورہ بیگم کی وفات پر غموں کے پہاڑ حضرت امام الثالث کی مسکراہٹوں کو نہ چھین سکے۔ دنیا کے کونہ کونہ پر احمدی بہنوں اور بھائیوں کے غموں کے زخموں پر مرہم حضرت امام الثالث کی مسکراہٹوں نے لگائی۔

اور نیچے اتر کر بہت مثالیں جماعت کے اندر پیش کی جا سکتی ہیں۔ لیکن طوالت سے بچنے کی خاطر چند مثالوں پر اکتفا کرتا ہوں۔

آج سے تقریباً 35، 36 سال قبل لاہور میں حضرت ملک غلام فرید صاحب کنجاہی MA رفیق ابن رفیق جماعت احمدیہ لاہور کے اکابرین اور معزز ترین احباب میں سے تھے اور وہ ہستی تھے جنہوں نے خدا کے کلام کا انگریزی میں ترجمہ کیا تھا۔ ان کی رہائش ٹمپل روڈ لاہور پر تھی۔ ان کی ایک بچی کی شادی تھی۔ صبح پسرور سے برات آنی تھی۔ خدا کی تقدیر کہ مہندی کی رسم سے فراغت کے بعد رات کو اس بچی کی سہیلی نے اپنے گھر جانا تھا۔ حضرت ملک صاحب کا بیٹا کرشن بمعہ اپنی بہن (صبح کی دلہن) اور اس کی سہیلی کو کار میں گھر چھوڑنے جا رہے تھے۔ راستہ میں حادثہ ہو گیا۔ دلہن اللہ کو پیاری ہو گئی۔ کرشن اور سہیلی بال بال بچ گئے۔ تمام خوشیوں کی جگہ غموں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے صبح برات کی آمد تھی بعض احباب نے حضرت ملک صاحب کو مشورہ دیا کہ برات کو روک دیا جائے۔ لیکن اس صبرو رضا کی پیکر نے جس نے حضرت بانی سلسلہ کے مدرسہ میں تربیت پائی تھی۔ یہ مشورہ ماننے سے انکار کر دیا۔ اور برات کو آنے دیا گیا۔ ادھر مہندی لگی دلہن کا جنازہ تیار رکھا ہے۔ برات آتی ہے پیاری بیٹی کو حضرت ملک صاحب اور بہن بھائی اور سارے خاندان والے اور ساری برات والے ڈولی کی بجائے قبر میں اتارتے ہیں۔ (بعد جنازہ) پھر کھانا کھلایا جاتا ہے۔ اور اس طرح بغیر کسی رکاوٹ کے روٹین کے مطابق چھوٹی پیاری بیٹی کو بغیر مہندی کے ڈولی میں ڈال کر برات والوں کے حوالے کیا جاتا ہے۔ اس دردناک حقیقی فلم کا نقشہ دیکھنے والے ہی کھینچ سکتے ہیں۔ کتنا بڑا امتحان تھا ایک رفیق ابن رفیق کا۔ اور کس طرح یہ رفیق حضرت بانی سلسلہ اللہ کی رضاؤں کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا ار پھر تحسین صد تحسین گھر والے ایک ایک فرد پر۔ بچی کی غم زدہ والدہ پر بہنوں پر اور بہنوں کے ویروں پر۔ ملک صاحب کی ساری اولاد پر جو اپنے والد کے حکم پر سرِ تسلیم خم کر گئی۔ اور چوں نہ کی بلکہ مددگار ثابت ہوئی اور پھر قربان اس بچی پر جو سادے کپڑوں میں غموں کے پہاڑ اپنے ننھے منے سینہ میں سمیٹ کر صرف اور صرف اپنے بزرگ والد کے حکم پر اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر ڈولی میں داخل ہو گئی۔

اس ساری روئیداد کو اس وقت کے امروز اخبار نے پوری تفصیل کے ساتھ شائع کر دیا۔ لیکن برا ہو گونگی صحافت کا اور گونگی شرافت کا۔ جماعت احمدیہ کے گھرانہ کا ذکر نہ کیا۔ تاکہ جماعت کا کوئی بزرگ یا جماعت کریڈٹ نہ لے جائے۔

خاکسار کے سینہ میں یہ واقعہ اتنا لمبا عرصہ محفوظ رہا۔ لیکن افسوس کہ یہ تاریخ کا حصہ نہ بن سکا اور جماعتی لٹریچر میں نہ آسکا۔

اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور توجہ پیدا ہوئی اور اس لئے اس کا لکھنا ضروری سمجھا کہ احمدی نوجوانوں بزرگوں مستورات کے لئے ایک بہت بڑا سبق ہے۔ اور اپنے بزرگوں کے نیک نمونوں کو دیکھ کر ان کے لئے دعا کا موقع ملے گا۔

آج کل تو اللہ تعالیٰ کا بہت فضل ہے۔ کہ ہم اپنے پیارے موجودہ امام کو روزانہ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر خوشی اور غم۔ صحت۔ تندرستی۔ بیماری وغیرہ کا اندازہ لگا لیتے ہیں۔ تھوڑا عرصہ قبل کروڑہا احمدی بہن بھائیوں نے اپنے پیارے امام کی پیاری بیگم حضرت سیدہ آصفہ بیگم کی وفات کا سارا نقشہ دیکھا۔ حضرت صاحب نے ساری جماعت کا غم اپنے سینے میں سمیٹ لیا۔ جانے والی کی قربانی دیکھیں مرض الموت میں حضرت کے ساتھ قادیان کا تکلیف دہ اور لمبا سفر محض جماعت کی خاطر اور اللہ کی رضا کی خاطر قبول کر کے اپنی جان اللہ کے حوالے کر دی۔

ایک اور صبرو رضا کا واقعہ محترم چوہدری رحمت خان صاحب (وفات یافتہ) محکمہ تعلیم سے فارغ ہوئے تو بطور امام بیت لنڈن تقرری ہوئی۔ 1960ء میں گئے اور 1964ء میں واپس تشریف لے آئے۔ ان کا جوان 26 سالہ بیٹا اعلیٰ تعلیم کے لئے ان کے پاس تھا۔ چوہدری صاحب واپس اس کو وہاں چھوڑ کر پاکستان آ گئے۔ اس کی رہائش بیت فضل لنڈن میں تھی بیت کے لان میں صفائی کرتے وقت بجلی کی تار کا کرنٹ لگنے سے اللہ کو پیارا ہو گیا۔ عزیزی مسعود احمد 6 سال سے والدین سے جدا تھا۔ اور سب سے چھوٹا بیٹا تھا۔ مکرم چوہدری رحمت خان صاحب احمدیہ ہوسٹل لاہور میں سپرنٹنڈنٹ تھے ان کو اطلاع ملی کہ مسعود اللہ کو پیارا ہو گیا ہے۔ یہ الفاظ کہ ”اللہ کی طرف سے آئے اور اللہ کی طرف چلے گئے“ کہے اور احباب کو خطوط لکھنے شروع کر دئے۔

عزیزی مسعود کی نیکی۔ تقویٰ اور اخلاص کی وجہ سے حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کو اس سے بہت محبت تھی۔ حضرت چوہدری ظفراللہ خان صاحب بھی ان دنوں لاہور میں تھے دارالذکر لاہور میں پورا خطبہ عزیزی مسعود پر دیا۔ چوہدری رحمت خان صاحب جب اپنے گاؤں دھیر کے کلاں گجرات گئے تو احمدی۔ غیر احمدی مرد۔ مستورات کا ہجوم ان کو ملنے کیلئے جمع ہو گیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو استقامت بخشی کسی کو جرات نہ ہوئی کہ ان کے گلے لگ لگ کر رونا شروع کرے بہت سنجیدگی اور صبر اور تحمل سے گاؤں والوں کی بے صبری کا مقابلہ کیا۔ جب گھر گئے تو مسعود کی والدہ اور بہنوں نے رو رو کر کہا کہ مسعود تو ہمیں بہت پیارا تھا چوہدری صاحب نے فرمایا کہ اللہ کو اس سے بھی زیادہ پیارا تھا۔

ایک اور واقعہ حضرت مولوی حیات محمد صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ آپ دھیر کے کلاں گجرات (خاکسار کے خسر) جو لاہور کی جماعت میں نیکی۔ تقویٰ اور دعاگو بزرگ ہونے کی وجہ سے بہت مقبول تھے۔ ان کا بڑھاپے کا اکلوتا بیٹا مبارک احمد 13۔14 سال کی عمر کا اللہ کو پیارا ہو گیا۔ سارے گاؤں میں کہرام مچ گیا مستورات کی حالت دیکھنے کے قابل نہ تھی۔ لیکن اس اللہ کے بہادر بزرگ نے حضرت بانی سلسلہ کی صحبت میں تربیت پائی تھی۔ قادیان میں رہ کر بہت کچھ سیکھا تھا۔ صاحبزادہ مرزا مبارک احمد کی وفات کی ساری روئیداد دیکھی ہوئی تھی۔ حضرت صاحب کی زبان سے صبر اور رضا کے کلمات سنے ہوئے تھے۔ اپنے جگر گوشہ کو خود نہلایا۔ خود کفن دیا خود قبر میں اتارا اور کوئی لفظ اپنی زبان سے ایسا نہ نکالا جس سے کسی قسم کی بے صبری اور تکلیف کا اظہار ہو۔ دنیا دیکھ کر دنگ رہ گئی۔ اور پتھر دل تک کی آوازیں سننے میں آئیں۔

خاکسار کے ساتھ خسر داماد کا رشتہ تقریباً زندگی کے لحاظ سے بیس پچیس برس رہا۔ میں نے کبھی ان کی زبان سے مبارک احمد کے متعلق ان کی کوئی گفتگو نہیں سنی۔ ایسے جیسے نہ پیدا ہوا نہ فوت ہوا۔

یہ سارے واقعات حضرت بانی سلسلہ کی تعلیم۔ تربیت اور ذاتی نمونہ کی وجہ سے ہیں۔
صبر تو بہت سے لوگوں کو کرتے دیکھا ہے۔ اور غم میں گھل گھل کر مرتے بھی دیکھا ہے۔ لیکن صبر

باقی صفحہ 6 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رفیق الرحمان انور

"سی آئی اے"

کہا جاتا ہے کہ امریکہ میں دو قسم کی حکومتیں ہیں ایک تو وہ عام حکومت جو صبح و شام اخباروں اور سمعی وبصری نشریاتی اداروں کی خبروں میں پڑھنے اور سننے میں آتی ہے۔ اور دوسری وہ پوشیدہ حکومت (نہایت مربوط اور پوشیدہ ہونے کی وجہ سے) لوگوں کو جس کے بارے میں بہت کم علم ہے اسے۔ "سی آئی اے" (خفیہ تفتیشی ادارہ) کہتے ہیں جو سرد جنگ کے زمانے میں امریکہ کی بہت سی پالیسیاں چلاتی ہے...... اس خفیہ جاسوسی تنظیم کو حکومت امریکہ کی باقاعدہ سرپرستی حاصل ہے اور اس کا ہر کام پس پردہ اور بصیغہ راز ہوتا ہے۔ لیکن جس طرح کسی چیز کو چھپانے کی زیادہ ہی کوشش کی جائے تو اس کے بارے میں جاننے والوں کا تجسس بھی بڑھ جاتا ہے۔ اخفاء کی ممکنہ کوششوں کے باوجود اس کی مساعی کے بارے میں رموز درون خانہ منظر عام پر آتے ہی رہتے ہیں۔ اس تنظیم کے سابقہ دو 2 افسروں "ڈیوڈ وائز" اور "تھامس بی روز" نے اپنی مشترکہ کتاب "خفیہ حکومت" میں اس کے بعض اغراض و مقاصد۔ اس کے ڈھانچے اور اس کے بعض کارناموں کے رخ سے نقاب سرکایا ہے اور بعض باتیں بڑی تفصیل سے بیان کی ہیں۔ ان میں سے تنظیم کے ڈھانچے اور اغراض و مقاصد سے متعلق چند باتیں یقیناً قارئین کے لئے دلچسپی کا موجب ہوں گی۔

تنظیم کی ضرورت

موجودہ صدی کی چوتھائی دہائی میں بین الاقوامی سیاست میں بعض غیر معمولی تبدیلیاں آئیں جن میں سے ایک جنگ عظیم (دوم) بھی ہے جس کے سیاسیات عالم پر بڑے ہی گہرے اثرات مترتب ہوئے۔ ایک طرف جرمنوں نے بڑی بڑی طاقتوں کے خلاف زور آزمائی کا مظاہرہ کیا تو دوسری طرف اشتراکیت نے دنیا کے مروجہ نظاموں پر ہلہ بول دیا۔ اور اس کی جڑیں اطراف و جوانب میں پھیلنے لگیں۔ افریقہ اور ایشیا میں بھی اس نظام کی اپیل بڑھ گئی بلکہ یورپ کے بہت سے ممالک بھی نظام اشتراکیت کو اپنانے کی طرف مائل نظر آنے لگے۔ اس جنگ عظیم (دوم) کے دوران جب "پرل ہاربر" پر حملہ ہوا تو اس کی تحقیق نے امریکی حکومت کو کسی جاسوسی ادارے کے قیام کی ضرورت کا شدت سے احساس دلایا۔ "پرل ہاربر پر جاپانی حملہ کا خدشہ تو محسوس ہوتا تھا لیکن حملہ کے آثار کو نہ تو پیش از وقت بھانپا جاسکا۔ اور نہ ضروری معلومات کی فراہمی کی روشنی میں دفاعی وانسدادی تدابیر ہی اختیار کی جاسکیں کیونکہ اس دور میں امریکہ میں کوئی ایسا ادارہ موجود نہ تھا جو پیش از وقت اہم معلومات مہیا کرتا جن کی روشنی میں فوری ایکشن لیا جاتا۔ اور جو چھوٹے چھوٹے خفیہ ادارے ایجنسیاں موجود تھیں ان کے نہ تو وسائل اتنے وسیع تھے نہ وہ اتنے مربوط ہی تھے کہ حالات کو قابو میں رکھنے کی اہلیت رکھتے۔ بعض اوقات تو معمولی معمولی امور کی تکمیل بھی غیر معمولی تاخیر سے ہوتی تھی۔

سی آئی اے کا قیام

دوسری طرف اشتراکیت کا سیاسیات عالم پر اثر انداز ہونا گویا امریکہ کی بقاء کے لئے ایک چیلنج کا حکم رکھتا تھا۔ یہ یقیناً امریکہ ایسی سپر طاقت کے لئے ایک نیا تجربہ ثابت ہوا۔ روس نے امریکی حکومت کے مقابلہ میں اپنا اثر و نفوذ بڑھانے کے لئے دنیا میں ایک نیا نظریاتی نظام رائج کرنے کے خواب دیکھنا شروع کر دیئے تھے۔ بلکہ ایک وسیع خفیہ تنظیم کے ذریعہ دنیا کی سیاسیات کو متاثر کرنا بھی شروع کر دیا تھا جس کے مقابلہ کے لئے امریکہ کو بھی اپنے روایتی سیاسی نظام کی بقاء کیلئے ایک وسیع المقاصد۔ مربوط اور بااختیار قسم کی خفیہ تنظیم کا قیام عمل میں لانا پڑا۔ جسے "سی آئی اے" کہا جاتا ہے۔ "سی آئی اے" کا کام مختلف النوع اطلاعات جمع کرنے کے لئے جاسوسی کرنا۔ اور خفیہ منصوبوں کے ذریعہ انہیں بروئے کار لانا ہے..... اسے باقاعدہ ادارہ نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ اس میں کچھ ایسے ادارے اور فرد بھی شامل ہیں جو بظاہر حکومت کے تمام اداروں کے کارکن اور ان سے وابستہ ہوتے ہیں بلکہ اس میں بعض نجی کاروباری ادارے اور فرمیں بھی شامل ہوتی ہیں۔ یہ ادارہ

امریکی عوام کو بتائے بغیر "جنگ" یا "امن" کے متعلق بڑے بڑے فیصلے کرتا ہے چنانچہ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ عوام کے دکھاوے کے لئے بظاہر امریکی خارجہ پالیسی کچھ اور ہوتی ہے جبکہ یہ ادارہ کچھ اور طرز عمل اختیار کئے ہوتا ہے۔ جسے بعض مخصوص سوچ کے باشعور انسان ہی سمجھ پاتے ہیں۔

اس وقت ایک عام اندازے کے مطابق اس کے تین لاکھ کارکن ہیں۔ اس کا سالانہ بجٹ کھربوں تک ہوتا ہے جو کتنے ہی ترقی یافتہ ممالک کے قومی میزانیوں سے کہیں زیادہ ہوتا ہے۔ "سی آئی اے" بعض اوقات امریکی سینٹ میں بھی تنقید کا نشانہ بنتی ہے۔ اس ادارہ کی اپنی ہی خارجہ پالیسی ہوتی ہے جو بظاہر بیشتر پہلوؤں سے امریکہ کی ظاہری پالیسی کے ہم آہنگ نہیں ہوتی اور

جس کے ذریعہ یہ دوسرے ملکوں کے نظام حکومت میں دخل اندازی کرتا رہتا ہے۔

حکومت کی تبدیلی

کہا جاتا ہے کہ دنیا کے بیشتر ترقی پذیر ممالک (جو امریکہ کے حلیف ہیں) کی حکومتیں عام طور پر "سی آئی اے" کے اشاروں سے تبدیل ہوتی ہیں۔ جونہی کوئی حکمران غیر معمولی خود مختاری کا مظاہرہ یا امریکی پالیسیوں سے انحراف کرنا شروع کرتا ہے اسے تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ بظاہر دیکھنے کو امریکی حکومت اس سے بیگانہ ہوتی ہے لیکن "سی آئی اے" اس میں باقاعدہ ملوث ہوتی ہے امریکی عوام بھی اب تک اس کے کاموں اور اثر و نفوذ سے پوری طرح باخبر نہیں..... "سی آئی اے" میں ملازمت کی شرطیں بہت کڑی ہیں۔ غیر معمولی کرید اور جانچ پڑتال کے بعد ملازم رکھے جاتے ہیں اور ملازمت میں لے لئے جانے کے بعد بھی وقتاً فوقتاً ان کی رازدارانہ صلاحیتوں کا مختلف طریقوں سے امتحان لیا جاتا ہے۔

بجٹ تک خفیہ

اس کی سرگرمیاں ہی نہیں اس کا بجٹ بھی خفیہ رکھا جاتا ہے جو امریکی سینٹ بغیر کسی پوچھ گچھ اور ردوکد کے ادا کرتی ہے۔ یہ بات کہ یہ بجٹ کہاں اور کیونکر استعمال ہوتا ہے اس کے لئے کانگرس کے چند اراکین بطور رابطہ کمیٹی کے کام کرتے ہیں جو ایک طرف امریکی سینٹ کے کام سے "سی آئی اے" کو باخبر رکھتے ہیں اور دوسری طرف سینٹ سے اس ادارے کی تکمیل اور وسائل کے حصول کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ تنظیم کے طرق کار سے بعض اوقات یہ ارکان رابطہ کمیٹی بھی کماحقہ باخبر نہیں ہوتے۔

اس کے خفیہ کاموں کے پھیلاؤ کا اندازہ اس ایک امر سے بھی لگ سکتا ہے کہ امریکی حکومت کی طرف سے غیر ملکوں میں متعین سفیروں کو ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ تنظیم سے رابطہ کرکے کام کروالیں۔ لیکن بعض اوقات اس تنظیم کے کارکن ایسا کام دکھا جاتے ہیں کہ امریکی سفیر کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی۔

1949ء میں پارلیمنٹ نے "سی آئی اے ایکٹ" کی منظوری دی تھی جس کے تحت اس ادارے کو حکومت کے قوانین کے اطلاق سے مستثنیٰ قرار دے دیا گیا جس کے بعد کسی کو اختیار نہ رہا کہ وہ اس ادارے کے منصوبوں، اس کے افسروں کے ناموں، ان کے عہدوں یا ان کے مشاہروں کے متعلق پوچھ سکے۔ اس قانون کے تحت

اس ادارے کا ڈائریکٹر امریکی حکومت کی اجازت کے بغیر بے دریغ خرچ کرنے کا مکمل اختیار رکھتا ہے۔

اور ڈائریکٹر جنرل اپنے دستخطوں سے اربوں ڈالر خرچ کرنے کا مجاز ہے۔ کہا جاتا ہے کہ سابق صدر "بش" بھی ایک دور میں سی آئی اے کے ڈائریکٹر رہ چکے ہیں۔

(ہفت روزہ لاہور 31۔جنوری 1998ء)

بقیہ صفحہ 3

جو اپنے نفوس کو اس کی راہ میں قربان کر دیا کرتی ہے اور اس بات کی پرواہ نہیں کیا کرتی۔ کہ اسے کیا ملا۔ مجھے یاد ہے میں ایک دفعہ کشمیر گیا۔ کشمیری ایک خاص فن میں مشہور ہیں جس کی میں اس وقت مذمت کر رہا ہوں۔ یعنی یہ بات ان کی عادت میں داخل ہے کہ ان کا دست سوال ہمیشہ دراز رہتا ہے۔ ان دنوں موٹریں نہیں ہوتی تھیں۔ کشمیر تک یکوں میں سفر کیا جاتا تھا۔ ایک منزل پر ہم ٹھہرے تو بارش آگئی۔ اور ہمیں اسباب کو اندر رکھنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ مولوی سید سرور شاہ صاحب بطور اتالیق ہمارے ساتھ تھے۔ اور میر محمد اسحاق صاحب میاں بشیر احمد صاحب اور میں تینوں ان کی اتالیقی میں کشمیر کی سیر کے لئے گئے تھے۔ یہ حضرت امام جماعت احمدیہ اول کی (امامت) کے دوسرے سال کا واقعہ ہے۔ جب بارش آئی تو ہم نے ایک کشمیری مزدور کو بلایا اور اسے کہا سامان یہاں سے اٹھا اٹھا کر برآمدہ میں رکھ دو۔ وہ کھڑا ہو کر کہنے لگا۔ کہ ایک ایک چیز کا ایک ایک پیسہ لوں گا۔ لیکن پہلے پیسہ لوں گا اور پھر کوئی چیز اٹھاؤں گا۔ بچپن کی عمر کے لحاظ سے اس وقت ہمیں مذاق سوجھا۔ ہم ایک پیسہ اس کے ہاتھ پر رکھ دیتے اور وہ ایک چیز اٹھا کر برآمدہ میں رکھ دیتا۔ پھر واپس آتا اور ایک پیسہ لے کر دوسری چیز اٹھاتا اور اسے برآمدہ میں رکھ آتا۔ اسی طرح ہر دفعہ ایک پیسہ لیتا جاتا اور چیزیں اٹھا کر اندر رکھتا جاتا۔ آخر جب تمام چیزیں رکھ چکا تو مجھے ایک اور مذاق سوجھا۔ ہم سے گز بھر ایک کونہ میں چھتری پڑی تھی۔ میں نے بچپن کی شرارت میں جان بوجھ کر اسے کہا کہ وہ چھتری تو پکڑا دو اس پر اس نے فوراً ہاتھ آگے کر دیا اور کہا لاؤ پونسہ ہم نے پیسہ اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ اور وہ چھتری اٹھا کر برآمدہ میں لے گیا۔ یوں تو ہم خود بھی چھتری اٹھا سکتے تھے۔ مگر اس وقت ہم نے مذاقاً اسے چھتری اٹھانے کو کہہ دیا جس پر اس نے نہایت بے تکلفی سے کہا کہ لاؤ پونسہ اور جب ہم نے پیسہ دیا تب اس نے چھتری کو ہاتھ لگایا۔

OOO

بقیہ صفحہ 5

سے اوپر رضائے الٰہی ہر کس و ناکس کا کام نہیں ہے۔ حضرت بانی سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے خود صبر سکھایا اور پھر اس پر محبت بھرے الفاظ میں استقامت اور نصرت بھی عطا فرمائی۔ حضرت بانی سلسلہ کو صاجزادہ مرزا مبارک احمد سے کتنی محبت تھی درج ذیل اشعار سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ یہ اشعار لوح مزار مرزا مبارک پر ستمبر 1907ء میں لکھے گئے تھے۔ بحوالہ درثمین

جگر کا ٹکڑا مبارک احمد جو پاک شکل اور پاک خُو تھا
وہ آج ہم سے جدا ہوا ہے۔ ہمارے دل کو حزیں بنا کر
کہا کہ آئی ہے نیند مجھ کو یہی تھا آخر کا قول لیکن
کچھ ایسے سوئے کہ پھر نہ جاگے تھکے بھی ہم جگا جگا کر
برس تھا آٹھ اور کچھ مہینے کہ خدا نے اسے بلایا
بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

آج تقریباً تمام احمدی احباب حضرت صاحب کا یہ آخری فقرہ اپنے عزیزوں کے مزاروں پر کتبوں میں تحریر کرواتے ہیں۔ جگر کا ٹکڑا کہنے سے ہی کلیجہ منہ کو آجاتا ہے۔ لیکن حضرت بانی سلسلہ نے تمام محبتوں کو اللہ کی محبت پر قربان کرنے کا جو سبق دیا ہے یہ تاقیامت ہمارے لئے مشعل راہ بنا رہے گا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ صفحہ 4

مکرم شیخ مبارک احمد صاحب سابق مربی انچارج ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے داماد ہیں اور اب شیخ صاحب بھی واشنگٹن قیام کرتے ہیں۔ ان کا ذکر (چوہدری نورالدین صاحب جہانگیر کا) مکرم چوہدری عبدالحمید صاحب نے شاید اس لئے نہیں کیا کہ وہ فوت ہو چکے ہیں۔

یہ واقعہ میں نے قیام پاکستان کے دوران مورخ احمدیت مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد کو بھی سنایا ہے اور والد صاحب کے جو حالات میری چھوٹی ہمشیرہ صاحبہ سیدہ نسیم سعیدہ صاحبہ تالیف کر رہی ہیں اس کا بیان محقق دہلوی صاحب کے واقعات میں (اللہ نے چاہاتو) آئے گا ان کی پہلی احمدیہ پاکٹ بک محقق پڑھ کر حضرت ملک سیف الرحمان صاحب مفتی سلسلہ احمدی ہوئے انہوں یہ واقعہ مجھے خود اور میرے بھائیوں کو بتایا ہے کہ آپ کے والد صاحب کی کتاب محقق پڑھ کر میں اس وقت احمدی ہوا جب میں جامعہ اشرفیہ نیلہ گنبد لاہور میں پڑھا کرتا تھا اور کئی دفعہ مجلس احرار کے ساتھ قادیان جاکر مظاہرے بھی کیا کرتا تھا۔ خیر یہ دوسرا تذکرہ ہے۔ اصل تذکرے کو میں نے اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے۔ امید ہے کہ کم از کم احمدیوں کو یہ ضرور پتہ چل جائے کہ صحرائے عرب میں تیل نکلنے کی بشارت بھی اللہ تعالیٰ نے ایک احمدی بزرگ کو دی ہمارا کام بات کو صحیح صحیح طور پر صرف پہنچا دینا ہے اور عقل مندوں کے لئے وہ راہ ہدایت ہے۔ تمام تعریفیں اس پاک رب العالمین کے لئے ہیں جس نے تیل سے بھی بڑی بڑی نعمتوں سے حضرت انسان کو نوازا ہے۔

OOO

بقیہ صفحہ 4

اچھی طرح یاد ہے۔ کہ موسم سرما میں عشاء اور فجر کی عبادات کے بعد طلباء کو مختلف مضامین کی تیاری کراتے اور آخر شب کی عبادت میں ان کی کامیابی کے لئے دعا کرتے۔ اور خدا کے فضل سے نتیجہ 100 فی صد رہتا۔ اور طلباء اعلیٰ نمبر لے کر کامیاب ہوتے۔ پل (Pall) کے سکول کی عمارت ان کے عہد میں تعمیر ہوئی۔ نلی (Nali) گروٹ۔ گنجیال اور ضلع سرگودھا کے مختلف چکوں میں ہیڈ ماسٹر رہے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد سرگودھا میں سکونت اختیار کی۔ ملک صاحب خان نون (اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے) نے ازراہ شفقت والد صاحب کو اپنی کوٹھی سول لائن سرگودھا میں رہائش کے لئے ملحقہ مکان میں جگہ دے رکھی تھی۔ 6۔ اپریل 1956ء بعمر 59 سال سرگودھا میں وفات پائی۔ حضرت امام جماعت الثانی نے باوجود علالت طبع جنازہ پڑھایا۔ صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے جنازہ کو کندھا دیا۔ بوجہ موصی بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند کرے آمین

OOO

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ عزیز ولید احمد ولد نوید احمد سلام معلم اصلاح و ارشاد مقامی عرصہ ایک سال سے بیمار ہے اور فضل عمر ہسپتال ربوہ میں زیر علاج ہے۔ احباب بچے کی کامل شفایابی کے لئے دعا کریں۔

(وکالت وقف نو)

سانحہ ارتحال

○ محترم شیخ محمد اشرف قمر صاحب سنگتراش اقصیٰ چوک ربوہ ابن شیخ سکندر علی صاحب آف جھنگ صدر مورخہ یکم مارچ 1998ء بروز اتوار شام تقریباً 4 بجے لاہور سے ربوہ آنے کے لئے لاہور سے ریلوے سٹیشن پر گاڑی میں سوار ہوتے ہوئے اچانک پاؤں پھسل جانے کی وجہ سے گر گئے سر میں شدید چوٹ آنے سے موقع پر ہی بقضائے الہی بعمر 63 سال وفات پا گئے۔ ان کی میت ربوہ لائی گئی۔ محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے بیت المبارک میں جنازہ پڑھایا۔ اور عام قبرستان میں دعا مکرم نعمت اللہ شمس نے کروائی۔ اللہ تعالیٰ موصوف کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔

محترم وکیل اعلیٰ صاحب کا یمن بلاک کی لینگویج کلاسوں کا دورہ

○ ربوہ کے محلہ جات دارالیمن غربی۔ وسطی اور شرقی کے واقفین نو جن کی تعداد 206 ہے۔ زبانوں کی تدریس کے پروگرام کے تحت سپینش زبان بھی سیکھ رہے ہیں۔ مورخہ 98-2-25 بروز بدھ محترم چوہدری حمید اللہ صاحب (وکیل اعلیٰ) نے ان کلاسوں کا جائزہ لینے کے لئے ان تینوں محلہ جات کا علیحدہ علیحدہ دورہ کیا۔ اس دورہ میں محترم وکیل صاحب وقف نو بھی ان کے ہمراہ تھے۔ محترم وکیل اعلیٰ نے سب سے پہلے یمن وسطی کی کلاسوں کا دورہ کیا۔ مہمانوں کی آمد پر مکرم مرزا غلام قادر صاحب (سیکرٹری وقف نو ربوہ) مکرم عبدالحلیم احمد (استاد سپینش زبان) مکرم ماسٹر محمود احمد صاحب (سیکرٹری وقف نو یمن بلاک) مکرم صدر صاحب یمن وسطی اور دیگر احباب نے ان کا استقبال کیا۔ واقفین بچوں نے کھڑے ہو کر باآواز بلند BIENVENIDOS یعنی اھلا و سھلا و مرحبا کہہ کر انہیں خوش آمدید کہا۔ بعد ازاں پروگرام کا آغاز تلاوت (کلام الہی) سے ہوا عزیز سہیل احمد نے تلاوت کی۔ عزیزہ نائلہ انگار نے سپینش زبان میں ترجمہ پیش کیا۔ عزیز فہیم احمد نے ترانہ واقفین نو اپنے دیگر ساتھیوں کے ہمراہ پیش کیا۔ دو ننھی منی بچیوں روبینہ فہیم اور سدرہ کنول نے ایک سپینش نظم سنائی بعض دیگر بچوں اور بچیوں نے بھی مل کر بعض سپینش نظمیں پیش کیں زکیہ جاوید نے تقریر کی۔ مکرم عبدالحلیم احمد صاحب نے بچوں سے بعض سپینش زبان میں سوالات کئے جنکا بچوں نے اسی زبان میں جواب دیا۔ محترم وکیل اعلیٰ صاحب نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ آپ آج چھوٹے ہیں اس لئے آپ کے سپرد چھوٹے چھوٹے کام کئے گئے ہیں کل کو جب آپ بڑے ہونگے تو آپ کو بڑے بڑے کام کرنے ہیں۔ ان کے لئے ابھی سے تیاری کریں۔ کلام اللہ کی تعلیم کو اولیت دیں ناظرہ کے بعد ترجمہ سیکھیں۔ روزانہ ناظرہ پڑھنے کے ساتھ اس کا ترجمہ بھی پڑھا کریں نیز آپ نے فرمایا کہ جو کچھ اب تک سیکھ لیا ہے کل اس معیار سے آگے بڑھنا ہے۔ آپ کے علم میں ترقی ہونی چاہئے کمی نہیں ہونی چاہئے۔

دعا کے ساتھ یمن وسطی کی کلاسوں کا پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ مکرم وکیل اعلیٰ صاحب نے دعا کروائی۔ اس کے بعد مکرم وکیل اعلیٰ صاحب نے یمن غربی اور یمن شرقی کی کلاسوں کا دورہ فرمایا۔ یمن شرقی کے دورہ کے اختتام پر محترم وکیل اعلیٰ صاحب نے بچوں کو زبان کی تدریس کے حوالے سے نصیحت فرمائی کہ وہ کم از کم روزانہ ایک نیا لفظ سیکھیں اور اس طرح اپنے ذخیرہ الفاظ کو آگے بڑھاتے رہیں۔

یمن غربی اور یمن شرقی کے بچوں نے بھی نظمیں پیش کیں اور سپینش زبان میں کئے گئے سوالات کے جوابات دیئے نیز پروگرام کے اختتام پر محترم وکیل اعلیٰ صاحب کے ساتھ تصاویر بھی ہوئیں۔ پروگرام کی ویڈیو ریکارڈنگ محترم قمر احمد صاحب اور محترم مظفر احمد صاحب ڈوگر نے کی۔

اس پروگرام کے سلسلہ میں سیکرٹریان واقفین نو دارالیمن وسطی۔ غربی۔ شرقی اور ٹیچر سپینش کلاسز نے بھرپور محنت اور کوشش سے تیاری کی وکالت ان سب کی بیحد مشکور ہے۔

(وکالت وقف نو)

تعلیمی کلاس کلام الہی

○ مورخہ 8 مارچ سے ربوہ میں نظارت اصلاح و ارشاد وقف عارضی کے ماتحت بیس روزہ کلام الہی کی ٹیچر ٹریننگ کلاس ہو رہی ہے۔ تمام امراء اور صدران جماعت سے درخواست ہے کہ اپنی جماعت سے کم از کم ایک نمائندہ اس کلاس کے لئے ضرور بھجوائیں۔ رہائش اور خوراک کا انتظام ہوگا فارغ احباب تربیت حاصل کرکے معلم بن سکتے ہیں۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد وقف عارضی)

بقیہ صفحہ 1

چاہئے۔

دوست دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں اس رنگ میں محنت کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس رنگ میں وہ چاہتا ہے کہ ہم محنت کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں یہ توفیق بخشے کہ ہم اپنی صلاحیتوں اور استعدادوں کو روز بروز ترقی دیتے چلے جانے میں کامیاب ہو جائیں ہماری محنت ہر روز پہلے کی نسبت زیادہ شدت اور وسعت اختیار کر جائے۔ ہمارے سب کاموں کے نتائج پہلے سے بڑھ کر شاندار نکلیں۔ اللہ تعالیٰ ہی کے فضل اور اس کی توفیق سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ ہم تو عاجز بندے ہیں۔

(از خطبہ 21 جولائی 1972ء)

اولاد کو وقف کرنے والے والدین کے لئے ضروری اعلان

○ احباب جماعت میں سے ایسے والدین جن کے بچے خدمت دین کے لئے وقف اولاد کے تحت وقف ہیں اور یہ بچے اس سال (1998ء) میٹرک کا امتحان دے رہے ہیں وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو اطلاع دیں تاکہ ان کے وقف اور آئندہ کے پروگرام کے بارہ میں ان بچوں سے براہ راست بھی خط و کتابت کی جاسکے۔

اس بارہ میں وکالت دیوان کی سابقہ چٹھی کے نمبر اور تاریخ کا حوالہ ضرور دیں نیز اطلاع دیں کہ میٹرک کرنے کے بعد کیا ارادہ ہے۔

بچے کلام الہی صحت کے ساتھ پڑھنا سیکھیں۔ روزانہ کلام الہی کی تلاوت کرتے رہیں۔ دینی معلومات اور معلومات عامہ کو بہتر بنائیں۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

گمشدہ اشیاء کی بازیابی

○ اگر ربوہ میں آپ کو کوئی گری پڑی چیز (زیور، کپڑے، سرٹیفکیٹ، رجسٹریشن نمبر) ملے تو مہربان فرما کر صدر عمومی صاحب کے دفتر پہنچا دیں۔

(ادارہ الفضل)

امداد طلباء

مخیر احباب کی خدمت میں ضروری گذارش

شعبہ امداد طلباء اس وقت انتہائی اعانت کا محتاج ہے۔ تعلیم کے بڑھتے ہوئے اخراجات کی وجہ سے اس شعبہ کے وظائف بہت بڑھ گئے ہیں۔ اس کے لئے احباب جماعت سے گزارش ہے کہ تعلیم جو کہ وقت کی ایک اہم ضرورت ہے کے لئے زیادہ سے زیادہ عطیات و صدقات شعبہ امداد طلباء کے لئے بھجوائیں تاکہ ضرورت مند طلباء کی حسب ضرورت امداد کی جاسکے۔

امید ہے تمام مخیر احباب اس کار خیر میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں گے۔ یہ رقم بمد امداد طلباء خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں جمع کروا سکتے ہیں۔ براہ راست نگران امداد طلباء معرفت نظارت تعلیم کو بھی یہ رقوم بھجوائی جاسکتی ہیں۔

(نگران امداد طلباء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 6 مارچ-1998ء
درجہ حرارت کم از کم 21 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 14 درجے سنٹی گریڈ

○ وزیر اعظم محمد نواز شریف نے سکھر سے 60 کلومیٹر دور 500 ہاری خاندانوں میں تین ہزار ایکڑ سے زائد اراضی تقسیم کیں۔ 5 ٹریکٹروں کی چابیاں بھی دی گئیں۔ اور بلا سود قرضے دینے کا اعلان بھی کیا گیا۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے وزیر اعظم نے کہا کہ دہشت گردوں اور قبضہ گروپوں کا صفایا کریں گے۔ اب ہاری سر اٹھا کر چلیں گے ہر 15 روز بعد سندھ آیا کروں گا۔ عثمان فاروقی کو بے نظیر بھٹو نے سٹیل مل کا چیئرمین لگایا جس نے 11۔ ارب روپے خورد برد کر دیئے ہم بدعنوانوں سے لوٹ کا مال نکلوائیں گے۔ نقلی کیڑے مار دوائیں بیچنے والوں کو مار دینا چاہئے۔ سندھ اور دوسرے صوبوں میں تین لاکھ ایکڑ اراضی بانٹیں گے۔

○ وزیر اعلیٰ سرحد سردار مہتاب احمد خان نے اعتماد کا ووٹ حاصل کر لیا ہے اگرچہ اے این پی اور پی پی نے سخت مخالفت کی کہ وہ اعتماد کا ووٹ حاصل نہ کر سکیں۔

○ جماعت اسلامی کا احتساب کارواں 14 سے 17 مارچ تک فیصل آباد میں ہو گا۔

○ لاہور میں بھارتی ہاکی ٹیم نے پاکستان کو 3-4 سے ہرا دیا ہے۔

○ سانحہ مومن پورہ کے سات دہشت گردوں کی گرفتاری کے بعد دیگر ملزموں کی گرفتاری کے لئے چھاپے مارے جا رہے ہیں۔

○ وزیر اعظم نواز شریف نے پاکستان سٹیل مل کے سابق چیئرمین عثمان فاروقی کی اہلیہ اور بیٹی کی رہائی کا حکم دے دیا ہے۔

○ پنجاب بینک کے سابق چیئرمین تجمل حسین بری ہو گئے ہیں۔ بینکنگ کورٹ نے فیصلہ میں کہا ہے کہ ان کے خلاف مقدمہ انتقامی کارروائی کے طور پر بنایا گیا تھا۔

○ ہائی کورٹ نے آئی جی پنجاب کے وارنٹ گرفتاری جاری کر دیئے ہیں۔ انہیں عدالت نے ملازمین کی طرف سے ترقی میں تاخیری حربے استعمال کرنے کے خلاف دائر رٹ پر طلب کیا گیا تھا مگر وہ حاضر نہ ہوئے۔

○ تاندلیانوالہ اوکاڑہ روڈ پر دو بسوں کے خوفناک تصادم سے 15۔ افراد ہلاک اور 60 شدید زخمی ہو گئے ہیں۔ بہت سے مسافروں کی ٹانگیں اور بازو ٹوٹ گئے ہیں۔ زخمیوں کو فیصل آباد ہسپتال میں منتقل کر دیا گیا ہے۔

○ تربت میں دریائے دشت میں سیلاب آنے سے 35 دیہات زیر آب آ گئے ہیں۔ بی بی سی نے بتایا ہے کہ دریائے کیچ سے سیلاب کی زد میں مرنے والوں کی تعداد 1000 ہو گئی ہے۔ 70۔ افراد کی نعشیں مل چکی ہیں۔ 32 ٹن امدادی سامان لے کر طیارہ کوئٹہ روانہ ہو گیا ہے۔

○ قومی اسمبلی میں حکومت اور اے این پی کے درمیان شدید جھڑپ ہوئی۔ اے این پی کے رہنما اسفندیار ولی کے اس الزام پر کہ جن کے خلاف ریفرنس بھجوائے گئے انہی لوٹوں کو وزیر بنایا گیا۔ مسلم لیگی ارکان مشتعل ہو گئے اور شیم شیم کے نعرے لگائے۔ اسفندیار ولی نے کہا کہ نواز شریف نے پختونخواہ کی کمٹمنٹ کی تھی۔ بے غیرتی اور مصلحت میں فرق ہونا چاہئے۔ وزیر خزانہ سرتاج عزیز نے وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے کوئی کمٹمنٹ نہیں کی تھی۔ غور کرنے کا وعدہ کیا تھا۔

○ روزنامہ جنگ کی ایک خبر کے مطابق حکام نے بتایا ہے کہ جو پاکستانی دوہری شہریت کے حامل ہیں اور مستقل طور پر پاکستان میں رہائش پذیر ہیں وہ بھی اعداد و شمار کے فارم پر کریں گے۔ لیکن اگر وہ بیرون ملک رہائش پذیر ہیں تو ان کے خاندان کے کسی بھی فرد کو ان کی طرف سے فارم بھرنے کی اجازت ہے۔

○ آزاد کشمیر میں شدید بارش کے باعث کوہالہ مظفر آباد سڑک برسالہ کے مقام سے نالے میں شدید طغیانی کے باعث بند ہو گئی ہے۔

○ فیصل آباد اور گوجرانوالہ بورڈز نے انٹرمیڈیٹ کے نتائج کا اعلان کر دیا ہے۔ ایم ایس سی کیمسٹری پارٹ ٹو اور ایم ایس سی فزکس پارٹ ون کے نتائج کا بھی اعلان کر دیا گیا ہے۔ نیز بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان نے ایم اے پنجابی فائنل ائیر کے پہلے سالانہ امتحان 97ء کے نتائج کا اعلان کر دیا ہے۔

○ پاکستان میں امریکی تعلیمی فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر نے کہا ہے کہ یہاں امریکی تعلیمی اداروں کے نام پر "فراڈ" ہو رہا ہے ایسے اداروں سے حاصل ہونے والی ڈگریاں جعلی ہیں۔ انہیں امریکہ میں ہرگز تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔

○ سابق سویٹ یونین کے آخری صدر گورباچوف نے کہا ہے کہ امریکہ اور روس پھر ایک دوسرے کے خلاف صف آراء ہوں گے یورپ اور روس کو نظرانداز کر کے امریکہ دنیا پر اپنی اکیلی بادشاہت کے خواب دیکھ رہا ہے۔

○ شوگر ملوں نے چینی کی قیمت میں 30 روپے فی بوری اضافہ کر دیا ہے جبکہ لاہور کی تھوک مارکیٹ میں گھی والوں اور شکر کی قیمت میں کمی ہو گئی ہے۔

○ مسلم لیگ کے سینئر نائب صدر اعجاز الحق نے کہا ہے کہ حکومت کی بھارت سے دوستی کی پینگیں سمجھ سے بالا ہیں۔

○ اسلام آباد میں فلیٹیز ہوٹل 59 کروڑ روپے میں فروخت کر دیا گیا ہے۔ جبکہ ڈینیز ہوٹل پشاور ساڑھے 36 کروڑ روپے اور سیسل ہوٹل مری 20 کروڑ میں فروخت ہوئے۔

○ وزیر تعلیم نے کہا ہے کہ غلط سرگرمیوں کے باعث طلباء تنظیموں پر پابندی برقرار رہے گی۔

○ جاسوسی کے الزام میں ایک عرب اور دو پاکستانی گرفتار کر لئے گئے ہیں۔

○ سعودی عرب کے شہزادہ طلال بن عبدالعزیز نے کہا ہے کہ عراقی مسئلہ کو حل کرنے کے لئے امریکہ صحیح خطوط پر نہیں چل رہا۔ عراق کے خلاف اقتصادی پابندیاں کوئی معنی نہیں رکھتیں بلکہ اس سے عراقی عوام متاثر ہو رہے ہیں۔ اس کا حل صدر صدام کو ہٹانا ہے۔

○ فرانس نے کہا ہے کہ صدام محتاط رہیں۔ معاہدہ عراقی سلامتی کے لئے خطرہ بن سکتا ہے۔

○ وزیر اعلیٰ شہباز شریف نے کہا ہے کہ بلدیاتی انتخابات بروقت ہوں گے۔ جس کے لئے تیاریاں مکمل ہو چکی ہیں۔

○ قومی اسمبلی میں مردم شماری پر بحث سمیٹتے ہوئے وفاقی وزیر خزانہ سرتاج عزیز نے کہا ہے کہ ڈیٹا بیس فارم اور مردم شماری دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔ کسی نے فارم بھرایا نہیں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ مردم شماری میں سر کی گنتی ہو گی۔ ڈیٹا فارم پر کرنے سے یہ فائدہ ہو گا کہ تصدیق شدہ تصویر لگانے سے شناختی کارڈ مفت مل جائے گا۔ اگر دیگر کوائف نہ بھی ہوں تو ڈیٹا فارم دیا جا سکتا ہے۔

○ بھارتی انتہا پسند پارٹی بی جے پی کے سیکرٹری جنرل نے اعلان کیا ہے کہ پاکستان سے کشمیر واپس لے کر اسے بھارت کا حصہ بنائیں گے۔

○ کولمبو میں زبردست بم دھماکہ سے 50 ہلاک اور 200 زخمی ہو گئے ہیں۔

○ لیبیا کے صدر کرنل معمر قذافی نے کہا ہے کہ امریکی صدر کلنٹن اور عراق کے صدر صدام ایک ہی ڈرامے کے دو کردار ہیں۔ انہیں خوبصورت اداکاری پر آسکر ایوارڈ ملنا چاہئے۔

○ پنجاب میں غیر قانونی اسلحہ کے خلاف مہم شروع کر دی گئی ہے۔

○ مردم شماری کے لئے فارم کم پڑ گئے ہیں۔

تاریخ میں 15 مارچ تک توسیع پر غور کیا جا رہا ہے۔ آبادی میں توقع سے زیادہ اضافہ ہوا ہے۔ ملتان ڈیرہ غازی خان اور بہاولپور کے لئے 15 لاکھ فارم چھپوانا پڑے گا۔

○ بلدیاتی انتخابات 18۔ اپریل کو ہوں گے ملتوی ہونے کا کوئی امکان نہیں۔

○ فیصل آباد میں چار ڈکیتی کی وارداتوں میں پانچ لاکھ کی مشینیں، زیورات اور رقم لوٹ لی گئی ہے اسی طرح ملک میں بلیجیئم پلٹ خاندان کو لاکھوں روپے سے محروم کر دیا گیا۔

ہر قسم کی بیماریوں کے علاج کیلئے
پروفیسر سعید اللہ خان ایم اے ہومیو ڈاکٹر
38/1 محلہ دارالفضل ربوہ فون 213207
فون 213207

موسم گرما کی نئی ورائٹی
جارجٹ کے ان سلے برقعے اب نئے رنگوں میں نیز
ہر قسم کے جاپانی سوٹ و چائنہ کرنکل اور سلک کے دوپٹے - انتہائی کم قیمت میں
انتہائی اعلیٰ کوالٹی
اکبر احمد 3/22 دارالصدر غربی حلقہ قمر ربوہ
ملحقہ کوٹھی سر ظفر اللہ خان صاحب
212866

ہر قسم کے جدید اور روایتی زیورات کا مرکز
میاں انوار احمد
سمیع گولڈ
نزد الائیڈ بنک اکرام مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ
213100

FALLING HAIR CURE - FALLING HAIR OIL Rs. 65/-
بال گرنا
بالوں کا گرنا، گنجاپن، بال باریک ہونا کیلئے مفید و موثر کورس
کیور ہومیڈیسن
(ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی گولبازار ربوہ
Phone: 771/213156 - FAX 212299

ربوہ کے گردونواح اور ربوہ کے ہر محلہ میں پلاٹ مکان زرعی و سکنی زمین کی خرید و فروخت کیلئے ہمیں خدمت کا موقع دیں
نائب رسالدار (ریٹائرڈ)
ارشد خان بھٹی
پراپرٹی ایجنسی
بلال مارکیٹ (ریلوے لائن کے سامنے) ربوہ
آفس: 212764
گھر: 211379